رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۲

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائیض بجالانے والا اکیلا اخبار

ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے	۲ روپے
ر ششماہی ر	۱ روپیہ ۴ آنے
ر امراء سے	۱۰ روپے
ر غیر ممالک سے	۸ شلنگ

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

نور

[illegible]

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت ظاہر کرنا

۲- سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائیض کو ادا کرنا۔

۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

۴- راعی اور رعایا کے تعلقات مضبوط اور مستحکم کرنا۔

مورخہ ۱۴ / ۲۱ [illegible] ۱۹۳۲ء

جلد ۱۵ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وڈوان برہمچاری | نمبر ۱۱

زنبیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کا آئندہ مذہب

ہندو قوم کی مایۂ ناز مشہور خاتون سروجنی نائیڈو نے نیروبی (افریقہ) میں تقریر کرتے ہوئے نہایت صاف الفاظ میں اس حقیقت بینہ کا اعتراف کیا ہے۔ کہ دنیا کا آئیندہ مذہب صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ اس خطیبہ فصیحہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں

"آج سے ۱۳ سو سال پیشتر اسلام نے دنیا کے سامنے آزادی مساوات اور اخوت کے آدرش پیش کئے۔ اسلام نے مکمل ڈیموکریسی کا پرچار کیا جس کے نزدیک یورپ اب آرہا ہے۔ کوئی دن آئیگا جب تمام مذاہب اسلام میں مدغم ہوجائینگے مسلمانوں کو اپنے پیغمبر کے احکام یاد کرنے چاہئیں اور دنیا کو انسانی اخوت کا پیغام دینا چاہیئے میں ہندوستان اعظم کے مسلمانوں کو اس ذمہ داری سے بری نہیں کرسکتی۔ کہ ان کا فرض تھا۔ کہ افریقہ کو اپنے فرائیض اور ذمہ داریوں سے کبھی پہلو تہی نہ کرنی چاہیئے۔ اور قیامت کے دن کو یاد رکھنا چاہیئے جبکہ ان سے پوچھا جائیگا۔ کہ تم نے افریقیوں کو خدا کا پیغام سنایا؟ ہر مسلمان کو اپنے مذہب کا علمبردار رہنا چاہیئے" (از وکیل روزنانہ ہمدرد وغیرہ)

کیا ہندو خاتون کی یہ صائب الرائی ہماری کسی حاشیہ کی محتاج ہے۔ اگر مسلمان ہمت کریں کامیابی یقینی ہے۔

برہمن برہمنوں سے نفرت کرتے ہیں

اسکے لئے ۲ رفروری کا پرکاش رقمطراز ہے کہ:۔

"دکن حیدرآباد ریاست سے ایک صاحب لکھتے ہیں۔ اس طرف برہمن اور شودر۔ دو ہی ورن ہیں۔ برہمنوں کا طرز عمل ظاہری اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب ان میں رہ کر دیکھا جائے۔ تو سخت نفرت پیدا ہوتی ہے یہ لوگ شمالی ہند کے برہمنوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ اگر شمالی ہند کا برہمن ان کا پانی چھو جائے تو وہ پانی ناقابل استعمال ہوجاتا ہے"۔

پنڈت مالوی مسٹر داس سے نفرت کرتے ہیں

اچھوت قوموں کو ساتھ ملانے اور انہیں مساوات کے حقوق دینے کی مزید تشریح چاہتے ہو۔ تو مسٹر سی۔ آر داس کے اس بیان پر غور کرو جو انہوں نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ اور جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ پنڈت مدن موہن مالوی جو شدھی سنگٹھن اور اچھوتوں کو ابھارنے کے محرک اول ہیں۔ مسٹر داس کو بھی اپنے ساتھ مساوی درجہ نہیں دیتے اور ان کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھکر کھانا نہیں کھا سکتے"۔

اب جس قوم میں برہمن برہمن سے نفرت کریں اور اپنے معزز بھائیوں سے بھی برابری کا برتاؤ روا نہیں رکھ سکتے۔ ایسی قوم سے یہ کیسے توقع ہوسکتی ہے۔ کہ وہ اچھوت کہلانے والی اقوام کے ساتھ کبھی خواب میں بھی برابری کا برتاؤ روا رکھ سکینگے ہاں سبز باغ دکھلا کر اچھوتوں کو چقمہ ضرور دے سکتے ہیں۔ مگر چقمہ آخر چقمہ ہی ہے۔ ہاں روئے زمین پر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بنی نوع انسان کو مساوات دے سکتا ہے۔ جس کی نظر میں شودر اور برہمن کالا اور گورا ایک ہے۔ جو کسی اور چیز کی نسبت اعمال صالح کو ترجیح دیتا ہے۔ جس کا ماٹو اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہے اگر مسلمان ہمت کریں تو ان اچھوت اقوام کو بہت جلد اسلام ایسے مقدس مذہب سے بہرہ ور کرسکتے ہیں۔

(مطبعہ سلیم [illegible] قادیان)

([illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] قادیان [illegible])

سوامی شردھانند جی کا نیا پلہ

واقفکار لوگ خوب جانتے ہیں کہ سوامی شردھانند صاحب نے کئی رنگ بدلے۔ اور یہ کبھی زیادہ دیر کے لئے ایک رنگ پر قائم نہ رہے۔ اب انہوں نے اچھوت اودھار کی آڑ میں ۲۵ لاکھ کی اپیل کی ہے۔ اس لئے اس سوانگ کے متعلق جیون تت نے اپنے ۱۲ر فروری کے پرچہ میں بہت خوب لکھا ہے کہ "سوامی شردھانند صاحب کے متعلق ہم دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ انہوں نے اس کام کے لئے اپنی باقی زندگی وقف کرنے کا جو اعلان کر کے روپیہ جمع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ تجربہ ہی بتلاسکے گا۔ کہ آیا وہ عملی طور پر اس اعلان کو کہاں تک پورا کرتے ہیں۔ کیونکہ پہلے وہ کئی قسم کے اعلان کر کے انہیں ترک کر چکے ہیں۔ اور دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جو روپیہ اچھوت پن کے دور کرنے کے نام سے جمع کیا جا رہا ہے۔ آیا وہ سچ مچ اسی کام کے لئے خرچ ہوگا کیونکہ اس سے پہلے ان کے متعلق بعض شکایات سنی گئی ہیں۔ اور گڑھوال ریلیف فنڈ کا تو ابھی تازہ ہی معاملہ ہے۔ کہ جس میں سے قریباً نصف لاکھ روپیہ جو بچ گیا تھا اس کی بابت تو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کوئی حساب تک نہیں دیا تھا۔"

ملیچھ لفظ

ہندو اپنے سے علاوہ اوروں کو ملیچھ (ناپاک) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے متعلق سوامی دویکانند جی کہتے ہیں کہ جس دن ملیچھ لفظ کی پیدائش ہوئی اور دوسروں کے ساتھ بیوہار بند ہوا اسی دن بھارت کی پستی کی بنیاد رکھی گئی (ست دھرم ص۱۹) سوامی دویکانند صاحب کا یہ ارشاد اپنے اندر بہت وزن رکھتا ہے۔ اپنے سے علاوہ دوسروں کو ملیچھ اور ناپاک کہنا خطرناک بیش قدمی کا ارتکاب ہے۔ اور روحانیت سے بے بہرہ ہونے کا ثبوت ہے۔ جو لوگ دوسروں کو بدزبانی سے یاد کرتے ہیں اس سے دوسروں کو تو شاید ہی نقصان پہنچے لیکن بدزبانی کرنے والوں کو تو ضرور ہی پہنچیگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے مذہب سے نفرت کرنے سند اکرنے اور اپنے بزرگوں کو بدزبانی سے یاد کرنے کے لئے دوسروں کو تیار کیا ہے۔

غیر ہندوؤں کا درجہ ہندوؤں میں

الہ آباد میں چار دن کے بعد سناتن دھرم پریشد کا اجلاس اتوار گذشتہ کی شام کو ہوا۔ گرماگرم مباحثہ کے بعد اقرار پایا کہ غیر ہندو ہندو بن سکتے ہیں مگر انہیں کسی برن میں شامل نہیں کیا جاوے گا۔ گویا غیر ہندوؤں کیلئے کوئی درجہ نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسے گاڑی کا ٹکٹ تو بیشک بٹورنے کے لئے دیا جائیگا۔ مگر یہ بدقسمت مسافر پلیٹ فارم پر ہی دھکے کھاتا رہیگا۔ اسے کسی درجہ میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ ہندو مذہب ایک مشنری مذہب ہے۔ مگر باوجود مشنری مذہب کے ہونے کے پھر بھی ان کی فضول ڈینگوں کی کوئی انتہا نہیں۔

مہاراشٹر میں نام کے مسلمان

مولوی عبدالحی صاحب عباسی سکرٹری مسلم ایسوسی ایشن جونپور کے مشاہدات مہاراشٹر جنوبی ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ کے ضلع میں ہزاروں ایسے مسلمان بس رہے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور کلمہ طیبہ تک سے واقف نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سے جب سوال کیا گیا کہ وہ کون ہے۔ تو اس نے کہا "مسلمان" اور جب اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا تو بجائے اس کے کہ وہ کلمہ شریف پڑھتا وہ مکان کے اندر چلا گیا۔ اور اندر سے روئی دھننے کی دھنکی اٹھا لایا۔ اور کہنے لگا اگر مسلمان نہیں تو میرے گھر میں یہ کیوں پڑی ہے"

اسی طرح سینکڑوں لوگوں کے پاس بت اور پتھر کی مورتیاں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ اور جب عبادت کا جذبہ اثر غالب ہوتا ہے۔ تو وہ ان مورتوں کو نکالکر پوجتے ہیں

احمد نگر میں اسلام کی یہ حالت ہے کہ وہاں کی تین سو ساٹھ مساجد میں سے ایک سو کے قریب غیر اسلامی قبضہ میں ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ پولیس سٹیشن۔ سول اسپتال۔ پبلک لائبریری۔ ضلع کی کچہری۔ کلکٹر کا مکان۔ عیسائی مشن کے گرجے سب اسلامی مسجدوں میں ہیں۔ اور مسلمانوں کی بے حسی اور دین سے تغافل پر ماتم کر رہے ہیں۔

بمبئی کے بعض حصص اور مدراس میں ایسے مسلمان آباد ہیں جن کو سوائے اسکے کہ وہ لفظ مسلمان جانتے ہوں اور کسی چیز کی خبر نہیں۔ بمبئی اور گجرات کے بعض حصوں میں مسلمان حنبلی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ حنبلی مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کے نام تک ہندووانہ ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کا ہندووانہ نام بدل کر جب عبداللہ رکھا گیا تو اس کی تمام برادری نے اس سے مقاطعہ کر لیا۔

یہ ہے مہاراشٹر کے مسلمانوں کی حالت زار اگر جلد اس طرف توجہ نہ کی گئی تو حالت اور بھی خطرناک ہو جائے گی۔ عیسائی تو پہلے ہی نہایت زور و شور مگر خاموشی کے ساتھ ان اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔ اب آریوں کی آنکھیں بھی اسطرف لگ رہی ہیں احمدی جماعت باوجود اپنے محدود وسائل کے پھر بھی اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ تبلیغی کاموں میں حصہ لے رہی ہے۔

دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی جلد اس طرف توجہ کریں۔ اب خاموش ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے اگر مسلمانوں نے خاموشی سے کام لیا تو وہ یاد رکھیں کہ یہ خطرہ ملکانہ ارتداد سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔ ابھی وقت ہے ورنہ کچھ عرصہ کے بعد وقت ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اور پھر پیسے کی جگہ روپیہ خرچ کرنے سے بھی یہ بات حاصل نہیں ہوگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا:۔ میں بعارضہ بخار و زکام کئی روز سے بیمار ہوں۔ دوست دعا فرماویں کہ اللہ جلد صحت عطا فرماوے۔ بحالت بیماری یہ پرچہ تیار کیا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲

فرمائیے ہون کے کرنے سے نجات ہوگی۔ یا نجات سے دوری سوچکر جواب دو۔ کہ وہ نعمت غیر مترقبہ یعنی نجات جس کی حرص اور کشش کے ذریعہ آریہ صاحب سناتنیوں مسلمانوں عیسائیوں اور سکھوں وغیرہ کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ خود ان کے مذہبی عقائد ہی مکتی کے خواہشمند کو مکتی میں پہنچاتے ہیں۔ یا اسے مکتی سے دور لے جاتے ہیں۔

نجات کیلئے چار سو سال عمر کی شرط

پھر سوامی دیانند صاحب اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۰ سطر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اتالیق اور ماں باپ بچوں کو پہلی عمر میں علم اور خوبیوں کے حصول کیلئے ریاضت کش بنائیں۔ اور اس طور کی نصیحتیں کریں کہ بچے از خود اکھنڈ (لاتزلزل) برہمچریہ رکھکر اور تیسرا اعلیٰ درجہ کا برہمچریہ کر کے مکمل یعنی چار سو سال کی عمر حاصل کریں۔ کیونکہ جو شخص اس قسم کا برہمچریہ کر کے چار سو سال کی عمر حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہر قسم کے امراض سے چھوٹ کر دھرم ارتھ کام موکش (نجات) کو حاصل کرتے ہیں۔"

اب ہم غور کرتے ہیں کہ کیا ہمارے آریہ دوستوں میں کسی نے اعلیٰ درجہ کا برہمچریہ رکھکر چار سو سال تک عمر بڑھا کر نجات کو حاصل کیا۔ تو جب ہم آریہ سماج پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں اس کا جواب نفی میں ملتا ہے خود ہم سوامی دیانند صاحب کے نمونہ پر غور کرتے ہیں۔ تو آپ برہمچاری کیا باوجود بال برہمچاری ہونے کے ستر سال کی عمر میں سفید ریش ہو کر اس دنیا سے چل بسے۔ حالانکہ چار سو سال کی عمر والے کو ۷۰ سال کی عمر میں ڈاڑھی تک بھی نہیں آنی چاہئیے تھی

تو جب شرط ہی پوری نہ ہوئی تو ہم مشروط یعنی نجات کی کیا توقع رکھیں۔

بفرض محال اگر کسی شخص نے بقول سوامی دیانند صاحب ۴۸ سال برہمچریہ رکھکر چار سو سال کی عمر کو حاصل بھی کرلیا۔ اول تو یہ قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کی ہسٹری میں ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی ہاں اگر سوامی دیانند جی کی خاطر یہ مان بھی لیں کہ کسی شخص نے ۴۸ برس کا برہمچریہ رکھ کر چار سو سال کی عمر کو حاصل بھی کرلیا۔ تو کیا پھر نجات حاصل ہو جائیگی آہ پھر بھی نہیں۔

چار سو برس کی عمر پا کر بھی نجات سے دوری

کیونکہ سوامی دیانند جی کے قائم کردہ اصول پر چل کر چار سو برس کی عمر کو پا کر نجات کیا حاصل کرے گا۔ بلکہ نجات سے بہت دور چلا جائے گا۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ ہیں یہ کیوں اور کیسے؟ ایک شخص جب بقول سوامی جی کے اعلیٰ درجہ کا برہمچریہ بھی رکھتا ہے اور چار سو برس کی عمر بھی پا لیتا ہے۔ پھر وہ نجات اور مکتی کو کیسے نہیں پائیگا۔

دوستو! اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سوامی دیانند صاحب اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۳۳ سطر ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "نہایت درجہ کی تموگنی وہ نہ چلنے والی نباتات درخت وغیرہ کیڑے مکوڑے۔ مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی۔ مرگ کا جنم پاتے ہیں۔ (صفحہ ۴۳۳ سطر ۱۲)

اس جگہ سوامی جی نے نباتات میں بھی روح کو تسلیم کیا ہے۔ بغیر سبزی۔ اناج۔ مکان کے انسان کا گزارہ قطعی مشکل ہے۔ بقول سوامی جی کے سبزی میں روح موجود اناج میں روح موجود۔ درخت مکان بنانے کے لئے اس میں روح موجود۔ اور روح یا جیو ہتیا سے بڑھکر سوامی جی کے نزدیک اور کوئی پاپ نہیں ہے۔ تو گویا انسان جسقدر بھی لمبی عمر حاصل کرے گا۔ اتنی ہی زیادہ سبزی اتنا ہی زیادہ اناج اور اتنے ہی زیادہ درخت وغیرہ استعمال میں لائے گا۔ اور جس قدر ان اشیاء کا استعمال ہوگا۔ اتنی زیادہ جیو ہتیا ہوگی۔ اور جتنی زیادہ جیو ہتیا ہوگی اتنا ہی زیادہ گناہ ہوگا تو فرمائیے چار سو برس کی عمر حاصل کرنے کے بعد بھی تو نجات کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ نجات سے زیادہ دور چلا جاتا ہے۔

آریہ مذہب میں نجات کا دروازہ بند

اگر بفرض محال کوئی ایسا ہوتا ہم مان لیں جو نہ مکان میں رہنے کا پابند ہو اور نہ سبزی کھائے اور نہ اناج وغیرہ کھانے کا پابند ہو۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہوا میں سانس ضرور لے گا۔ پانی پیئے گا۔ اور سوامی صاحب کے عقیدہ کے مطابق ہوا اور پانی میں جیو موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۹ سطر ۲ میں فرماتے ہیں

"اس کے بعد دھرم راج یعنی پرمیشور اس جیو کے پاپ پن کے مطابق ہوا۔ اناج۔ پانی کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔"

جب ہوا اور پانی میں جیو موجود ہیں۔ اور جبکہ جدید تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ ایک قطرہ پانی میں بکثرت کیڑے موجود ہیں۔ تو اب بغیر سانس اور پانی کے تو انسان کا گزارہ قطعی مشکل ہے اور ان میں جیو موجود ہیں۔ تو انسان جیو خوری یا جیو ہتیا سے تو سوامی جی کے اپنے پیشکردہ اصولوں کے مطابق کسی طرح سے بھی نہیں بچ سکتا۔ اور ایشور جی مہاراج ایک رتی بھر بھی گناہ معاف نہیں کر سکتے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پانی اور ہوا کے ذریعہ کس قدر جیو انسان کے اندر گئے۔

اناج اور پانی چھوڑ کر بھی مکتی نہیں

اول تو ایسا ہونا ملنا مشکل ہے۔ ہاں اگر ہم اپنے آریہ دوستوں کی خاطر مان لیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کوئی ایسا مہاتما دنیا میں میسر بھی آجائے۔ جو نہ روٹی کھائے نہ پانی پیئے نہ سانس لے تو پھر کیا اس قدر مجاہدے کے بعد بھی انسان کو مکتی ملے گی یا نہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ اس کا زبردست مجاہدہ اس امر کی ضمانت ہونا چاہیئے۔ کہ وہ شخص جس نے جیو ہتیا کے خوف سے نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا نہ سانس لیا۔ اس کو ضرور مکتی ملنی چاہیئے۔ مگر سوامی صاحب اس شخص کے لئے بھی مکتی نہیں بتلاتے۔ آپ حیران و پریشان ہوں گے کہ یہ کیوں اور کیسے۔

سوامی صاحب اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۶ سطر آخر میں لکھتے ہیں۔

نجات قطعی ناممکن

"سوال موکش طبعی ہے یا عارضی۔
جواب۔ عارضی۔ کیونکہ اگر طبعی ہوتی تو بندا در مکتی کبھی دور نہ ہوتے۔"

پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۵ پر سوامی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال۔ مکتی وہی ہوتی ہے جس سے علیحدہ ہو کر پھر دنیا میں نہ آئے۔

جواب۔ یہ بات ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ویدوں میں اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ مکتی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔"

بتلاؤ اگر مکتی دائمی نہیں تو پھر اس مکتی سے کیا فائدہ۔ یہ مکتی کس کام کی۔ جو آج جیو مکتی میں آرام اور سکھ میں ہیں۔ کل وہ بلا وجہ اور بلا سبب مکتی خانہ سے نکال کر اس دنیا میں بھیجدیا جاتا ہے۔ پیارو گرمی کے موسم میں اس شملہ کی سیر کا کیا فائدہ۔ جو کچھ دنوں کے لئے تو شملہ کی رہایش کی اجازت ملتی ہے۔ اور پھر جون اور جولائی کے دنوں میں ہی راجپوتانہ جانے کا حکم ہو جاتا ہے۔ پیارو ایسے مہتمم بندوبست ہونے سے کیا فائدہ۔ جو آج تو مہتمم بندوبست ہو کر تمام عملہ پر حکمراں ہے۔ اور کل یا کچھ دنوں بعد بلا وجہ اور بلا سبب اسے جریب کش بنا دیا جائے۔ ایسے کمانڈر انچیف ہونے سے کیا فائدہ۔ کہ جو آج تو سپہ سالار ہو کر تمام افواج پر حکمراں ہے۔ اور کل بلا وجہ اور بلا سبب سائیس بنا دیا جاتا ہے۔ یہی حال آریہ سماج کی مکتی کا ہے۔ یہ وہ مکتی ہے۔ جو ویدک دھرم ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

ویدک ایشور کی بے بسی

آپ حیران ہوں گے کہ سوامی صاحب نے جیو کو دائمی مکتی سے کیوں محروم رکھا۔

دوستو! اس میں بھی ایک بھید ہے۔ سوامی جی کے نزدیک ارواح محدود ہیں پہلے جس قدر خود بخود پیدا ہو گئیں سو ہو گئیں۔ اب نہ ایشور ایک روح کم کر سکتا ہے۔ نہ زیادہ جب ارواح کی تعداد کو محدود مانا گیا۔ تو اس صورت میں دائمی مکتی ماننے سے یہ قباحت لازم آتی ہے۔ کہ جو روح مکتی خانہ میں گئی وہ تو گویا ہمیشہ کے لئے ایشور کے ہاتھ سے گئی۔ آج ایک گئی کل دوسری پرسوں تیسری علیٰ ہذا القیاس ایک دن ایسا آتا کہ ویدک ایشور کے ہاتھ میں اس دنیا کا سلسلہ چلانے کے لئے ایک روح بھی نہ رہتی۔ ویدک ایشور باوجود سرب شکتیمان ہونے کے معطل ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاتا۔ کیونکہ ارواح پیدا نہیں کر سکتا۔ دنیا کا سلسلہ چلے تو کیسے۔ اس لئے سوامی جی نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے دائمی مکتی سے ہی انکار کر دیا۔ پیارو۔ اول تو جس دھرم میں حصول مکتی ہی قطعی ناممکن ہو اور بفرض محال خوش قسمتی سے کسی کو مکتی مل بھی جائے تو وہ دائمی نہ ہو تو بتلاؤ ایسے مذہب کے اختیار کرنے کا کیا فائدہ۔ اول تو مکتی ملنی محال ہے۔ اور اگر بصد مشکل مل بھی جائے تو وہ دائمی نہ ہو۔ فتدبروا۔

+ خادم مطلق

آریہ مذہب کی تنگ دلی

ایک مشنری مذہب کہلانے والے کے لئے وسعت قلبی اور وسیع حوصلگی کی ضرورت ہے۔ اسلام کہتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی مذہب کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔ جس کا جی چاہے قبول کرے۔ مبلغ کا کام تو صرف پہنچا دینا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین اب ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج جو آئے دن اسلام جیسے مطہر و پاکیزہ مذہب پر خطرناک سے خطرناک اور بے بنیاد الزام لگاتا رہتا ہے خود کس پانی میں ہے

ستیارتھ پرکاش میں دھرم اور ادھرم کی تعریف

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۴۶ پر بانئے آریہ سماج لکھتے ہیں "جو بے رو رعایت و انصاف کا رویہ ہے موصوف ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں۔ وہ دھرم اور جو احکام ویدوں کے خلاف ہیں اسے ادھرم کہتے ہیں۔"

اس قدر معلوم کرنے کے بعد کہ آرین اصطلاح میں دھرم کسے کہتے ہیں۔ اور ادھرم کسے کہتے ہیں۔ ہمیں اس کا چنداں فکر نہیں۔ کہ ویدوں کے نہ ماننے والے دیگر مذاہب یا اقوام کو ادھرمی کہدیا۔ اپنے سے علیحدہ عقیدہ رکھنے والے کو دوسرے مذہب کے پیرو عموماً ادھرمی لفظ سے یاد کیا ہی کرتے ہیں۔ صرف قابل غور بات یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ادھرمی پرشوں یعنی جو ویدوں کو نہیں مانتے۔ ان کے لئے کیا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔

ادھرمی لوگوں کے لئے آریہ سماج کا فتوے

ہم ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۴۴ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہاں ادھرمی پرشوں کے لئے یہ لکھا پاتے ہیں

"ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اسکی بربادی و تنزل و تخریب میں لگا رہے یعنی جہاں تک ہو سکے وہاں تک ان کی طاقت گھٹائے۔"

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک دھرم اور کثرت ازدواج

ایک وردمند کی قلم سے

پرکاش ۱۰ فروری سنہ ۱۹۲۴ء میں بہ سلسلہ چٹھی مسٹر محمد دین صاحب احمدی مبلغ امریکہ رقمطراز ہے۔

۱۔ فی الحقیقت کثرت ازدواج کا مسئلہ ایسا خلاف فطرت اور گھناؤنا ہے۔ کہ کوئی سلیم الطبائع اور آزاد فطرت لوگ اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔

۲۔ جب تک اسلام میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ تب تک سوائے چند گمراہ افراد کے یورپ اور امریکہ میں اس کا عام طور پر یا کسی تعداد کثیر کی طرف سے قبول کیا جانا ناممکن ہے۔

۳۔ ہاں ویدک دھرم ہی ایک ایسا دھرم ہے کہ جس میں کوئی ایسا خلاف فطرت سدھانت موجود نہیں ہے اور یہی یورپ اور امریکہ کے متلاشیان کو پوری تسلی دے سکتا ہے۔

ہم یہ بحث تو کسی دوسری فرصت میں کریں گے کہ وید مقدس میں کثرت ازدواج کی بابت کن الفاظ اور کس پیرایہ میں ہدایات دی گئی ہیں اور ویدک نقطہ خیال کے تحت یہ فعل کہاں تک لازم اور خلاف ویدک دھرم خیال کیا جا سکتا ہے اس جگہ میں ہم صرف یہ دریافت کریں گے۔ کہ

"واقعی شروع یا وید مقدس کی اشاعت کے وقت ہی سے کثرت ازدواج کو خلاف فطرت کہا گیا ہے؟"

کیا جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ویدک دھرم کے خلاف کرتا ہے۔؟

اور کیا اس تخلف کی وجہ سے اس کے واسطے وید مقدس میں کوئی وعید بھی ہے یا نہیں۔

یعنی ایسا شخص وید کی رو سے مذہباً باز پرس کے قابل ہے یا نہیں۔

کیا ایسا شخص پاپی اور گنہگار کہا جائیگا ہاں کیا اعمال کے سلسلہ لامتناہی میں اسے سزا کے طور پر بوجہ اپنے کرم کے کوئی جون بھگتنی پڑے گی یا نہیں۔ اگر پڑے گی تو کونسی جون؟

یا ایسی غلطی محض ایک سوشل غلطی ہے؟

یا عیسائیوں کی طرح یہ سیاسی جرم بھی رکھا گیا ہے؟

یا یہ عمل محض ایک اخلاقی جرم بھی ہو سکتا ہے؟

اس نوٹ میں مہاشہ پرکاش نے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے ہیں؟

"کثرت ازدواج خلاف فطرت ہے!

سلیم الطبع اور آزاد فطرت اسے قبول نہیں کر سکتے۔

چند یا بعض گمراہ افراد کے سوائے اسے اور کوئی قبول نہیں کر سکتا۔

ویدک دھرم کی شرن میں آکر یہ خلاف فطرت عمل رک سکتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ مہاشہ جی ان الفاظ کو بھولینگے نہیں۔

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ بعض نہیں بلکہ اکثر مشاہیر جو از منہ گزشتہ میں گذر چکے ہیں۔ اور جن کے فضائل اور زندگی کی تعریف میں ہندو تاریخ خاموش نہیں ہے۔ وید مقدس کو جانتے اور مانتے تھے اور ہدایات وید سے واقف تھے اور کیا ان ہی میں سے

ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے آریہ بزرگ

(۱) کتب رشی جو ابتدائی زمانہ میں گذرے ہیں۔ ایک مشہور رشی تھے دو بیویوں کے خاوند تھے ان کی ایک بیوی کا نام دیتی۔ اور دوسری کا نام ادتی تھا آریہ اتہاسوں میں لکھا ہے کہ دیتی سے دیت اور ادیتی سے دیوتا پیدا ہوئے۔ یعنی دیوتا بھی اسی باپ کی اولاد ہیں جس نے زیادہ بیویاں کی تھیں۔

۲۔ راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیا کیکئی۔ اور سومترا ان تینوں رانیوں میں سے چار پتر شری رامچندر مہاراج بھرت جی لکھشمن جی اور ستر گن جی پیدا ہوئے۔ راجہ دشرتھ کے وقت میں آریہ اتہاسوں کی رو سے ویدک تہذیب نصف النہار پر پہونچ چکی تھی۔ اگر مہاشہ پرکاش صاحب کے خیال کے مطابق ویدوں کی رو سے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا پتی برت دھرم کو توڑنے کے برابر سمجھا جاتا تو ان سے پیدا شدہ شری رامچندر جی اپنے وقت یا بعد یا زمانہ حال میں بھی ویدک دھرمیوں کے لئے اوتار مہاپرش یا پوجنیہ بزرگ کبھی نہ مانے جاتے۔ اور ویدوں کے پیروان کی ہرگز عزت نہ کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ویدک دھرمی رامچندر کی تصویروں کی اس قدر عزت کرتے جیسی کہ خدا کی

شری رامچندر جی کے متعلق جن کے پتا نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ کبھی کسی نے شبہ نہیں کیا اور نہ ہی ان پر کوئی دوش لگایا جاتا ہے

۳۔ وشسٹھ ایک بڑے بزرگ رشی ہو گذرے ہیں۔ ان کی ایک یا دو بیویاں نہیں۔ بلکہ ایک سو بیویاں تھیں ان کی ایک بیوی کے بطن سے مکرول رشی پیدا ہوئے جن [illegible] سوتیلے بھائیوں کی جائداد ہضم کر لینے کا ارادہ رکھنے کی پاداش میں بقول آریہ بھائیوں کے شہد کی مکھی ہو جانے کا سراپ ملا تھا۔

۴۔ مہا رشی یاگولکیہ کی جن کا درجہ ویدک دھرمی رشیوں میں بہت اونچا ہے۔ دو بیویاں تھیں۔ گارگی اور میتری ان دونوں دیویوں کے علم و فضل کی ہندو اور آریہ قوم مداح ہے۔

۵۔ شری کرشن جی مہاراج کے والد واسدیو نے سات عورتوں سے ایک ہی وقت میں شادی کی سب سے چھوٹی یعنی دیوکی کے بطن سے کرشن جی پیدا ہوئے۔

۶۔ شری کرشن جی مہاراج نے جو متعدد عورتوں سے شادی کی سناتنی تو ان کی ہزاروں بیویاں بتاتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی ایک سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیویاں رکھنے والے والد کی اولاد ہونے اور ایک سے زیادہ بیویاں بیاہنے کے باوجود بھی شری کرشن جی کو مہا پرش اور قابل تعظیم ہستی سمجھتے ہیں۔ بلکہ بھگوان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۷۔ راجہ پانڈو کی دو عورتیں تھیں۔ کورو کے باپ دھرت راشٹر کی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں۔ ارجن کی دروپتی کے علاوہ تین اور عورتیں تھیں جن میں ایک کرشن مہاراج کی بہن تھی جسے وہ زبردستی بھگا لے گیا تھا۔ اولاد کی خاطر نہیں۔

۸۔ مہاتما بدھ کے پتا راجہ سدھودھن کی دو رانیاں تھیں۔ اور وہ دونوں سگی بہنیں تھیں۔

مذکورہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شری رامچندر جی مہاراج کے والد مکرم کی تین عورتیں تھیں اور شری مہاراج واسدیو والد مکرم شری کرشن بھگوان کی سات عورتیں تھیں۔ سب سے چھوٹی بیوی شریمتی دیوکی کے بطن مبارک سے شری کرشن جی پیدا ہوئے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ سری رامچندر جی کو بعض کیا اکثر ہندو اوتار ہی کہتے ہیں ان کی تین مائیں کوشلیا۔ کیکئی اور سمترا تھیں اور ایک رشی کے دعا اور یگ کرنے سے تینوں رانیوں کو اولاد ہوئی۔ جن میں سب سے بڑے فرزند مہاراج رامچندر جی تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ کثرت ازدواج کوئی سلیم الطبع اور اچھی فطرت والا قبول نہیں کرتا اور بہت تھوڑے گمراہ ہیں جو ایسا کرتے ہیں کیا آپ ٹھنڈے دل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مہاراج دسرتھ جی معاذ اللہ ان ہی برے اوصاف سے متصف تھے۔ کیونکہ انہوں نے وید کے پرستار اور پجاری ہو کر جب تین عورتوں سے شادی کی تو کیوں نہ یہ کہا جائے کہ ان کی فطرت نعوذ باللہ صحیح اور معقول فطرت نہ تھی۔ کیا وہ اس وجہ سے گمراہ تھے۔ اور ان کا یہ طریق عمل خلاف فطرت تھا۔

اور اگر یہ عمل ان کا درست تھا۔ اور بروئے وید مقدس اس میں کوئی غلطی نہ تھی تو کیا اس زمانہ میں یہ بات مشروع اور جائز تھی اور اس زمانہ میں ناجائز ہو گئی ہے۔ اور کیا اس طریق عمل سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس کی فطرت پر تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

دوسرے نمبر پر ہم مہاراج سری کرشن جی کو پیش کرتے ہیں۔ جن کے پاس بقول سناتن دھرمی کئی ہزار بیویاں تھیں۔ اور بقول آریہ صاحبان بھی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ یہ فیصلہ ہم خود آریہ صاحبان پر ہی چھوڑتے ہیں۔ کہ انہیں کیا کچھ پوزیشن حاصل تھی۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی عورات نہیں تھیں بلکہ انہوں نے چونکہ ان کو ایک راجہ کے پنجہ ظلم سے چھڑایا تھا۔ اس واسطے وہ ان کے ادھین تھیں۔ ورنہ اور کوئی بات نہ تھی۔

گو بیویوں کا قصہ چھوڑ کر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا سری کرشن جی کی آٹھ پٹ رانیاں نہیں تھیں۔ اور کیا ان کا عقد ان سے نہیں ہوا تھا۔ محض زمانہ موجودہ کی تہذیب آداب کی بنا پر ایسی مقدس ہستیوں کو بھی خواہ مخواہ لپیٹ لینا دور اندیشی سے بعید ہے۔ اگر واقعی یہ طریق عمل زیر بحث خلاف انسانی فطرت کے ہی ہے۔ اور اس کے پورا کرنے والے گمراہ ہی ہوا کرتے ہیں۔ تو مہاشا جی راست بازی سے فرمائیں کہ کیا وہ الفاظ جو آپ نے جوش میں آ کر اسلام اور مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں۔ ان کا خدا نخواستہ اطلاق ایسے مشاہیر ملت پر تو نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور آریہ رائے بہادر پنڈت آتما رام انسپکٹر آف سکولز بڑودہ ریاست نے ۱۵ ماگھ ۱۹۱۸ء کے پرکاش میں بڑے دکھ سے ان الفاظ کا اظہار کیا تھا کہ وہ جوش میں آ کر کہہ دینا بہت آسان ہے پرنتو (لیکن) عملی گورکھ دھندا کو سلجھانا بہت مشکل ہے۔ رشی یاگیہ ولکیہ کی دو بیویاں تھیں۔ تو کیا وہ شودر تھا؟ راجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ جن میں رام چندر اور لکشمن بھرت جی اور شترگھن پیدا ہوئے تو کیا یہ راجہ شودر تھا؟

ہمیں اس تحریر کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگر ہمارے مہاشہ جی ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتے کہ اگرچہ مشاہیر آریہ اور ارکان ہنود میں سے بھی بہت سے لوگ پہلے زمانوں میں بھی اور اس وقت بھی ضرورتاً کثرت ازدواج کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت ضروریات زمانہ کی وجہ سے ایسا طریق عمل مشکلات میں ڈالتا ہے۔ اس واسطے یہ جرأت درست نہیں

اسلام نے بھی ضرورت پر ہی اجازت دی ہے اور وہ بھی چند قیود کے ساتھ جن کا پورا کرنا ایک خاص مجاہدہ کو چاہتا ہے۔

اس واسطے اپنے بزرگان ملت کے عمل زندہ کو چھوڑ کر معترض ہونا درست نہیں ہے۔ بے ادبی معاف اگر اس فعل سے مسلمان خلاف فطرت کرتے ہیں اور وہ گمراہ ہیں تو مشاہیر ہنود کے دامن عصمت بھی اس رسوائی سے چھٹا نہیں ہے جب ایسا بڑی حد تک ہنود روایات بھی اس کی حامی ہیں۔ تو پھر یوں درشت الفاظی سے کام لینا ناواجب ہے۔

ان زندہ روایات سے کوئی انکار تو ہو نہیں سکتا۔ ہاں یہ ضرور آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ یا یہ مشاہیر اعظم جو اوتار تک بھی تھے وید سے ناواقف تھے۔ یا وید پر چلتے نہیں تھے۔ کیونکہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ ایک قوم کے رہبر اور گرو ہو کر ایسا فعل کیوں کرتے۔ جس کے ارتکاب سے مہاشا جی مرتکبین کو غیر سلیم الطبع پست فطرت اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایسا کریں تو ان کی سلامت روی صحیح فطرت اور صداقت پر تو کوئی حرف نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اگر کوئی اور کرے تو وہ سلیم الطبع نہیں رہ سکتا۔ اس کی فطرت مخدوش ہے۔ اور وہ نعوذ باللہ گمراہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا یہ کہ اس عہد میں یا ان لوگوں کو یہ جائز تھا اور اب نہیں ہے۔ اگر یہ جواب ملے تو جواب نکلنے پر ہم پھر اس کی بابت بھی عرض کریں گے۔ مہاشہ پرکاش صاحب الفاضل سے کہیں کہ جب ویدک دھرم کی بابت امریکہ اور یورپ میں یہ سوال ہو کہ باوجود ممانعت ہونے کے کیوں ان مشاہیر ہنود خصوص اوتاروں نے یہ ناجائز فعل کیا تو اس کا جواب کیا ہوگا۔

یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ لوگ باوجود اوتار ہونے کے بھی تعلیم وید سے ناواقف تھے۔ اور یا وید کے باغی تھے۔ یا یوں چھٹکارا ہوگا کہ ان روایات کی کوئی اصل ہی نہیں نہ تو مہاراج دشرتھ جی کی تین رانیاں تھیں۔ اور نہ مہاراج سری کرشن جی کی آٹھ پٹ رانیاں تھیں نہ رشی کتب اور یاگ لکھ وغیرہ کی دو بیویاں تھیں

یوں کہنے سے سستا چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ ورنہ مشکل ہی حائل ہوتی ہے۔ یہ تو مزہ ہے کہ آپ نے یہ تو بلا سوچے سمجھے کہدیا کہ

"کثرت ازدواج یعنی چار عورتوں کا کرنا خلاف فطرت ہے"

مہاشہ جی اگر کوئی یہ پوچھے کہ

"پانچ شوہر خلاف فطرت نہیں ہے تو کثرت ازدواج کیوں خلاف فطرت ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ آپ اس کی کوئی اور تاویل کریں اور سرے سے اس روایت ہی سے انکار کر بیٹھیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ اپنے بزرگان ملت کی ان روایات سے واقف ہو کر ان کے افعال کی ان سخت الفاظ میں تعبیر کرنا بعید از دور اندیشی ہے۔

فتدبر

اعلم المقال فی اعظم الرجال

یعنی

دنیا کا سب سے بڑا آدمی

نمبر ۳

(از قلم جناب مولانا المکرم عبد الکریم خاں صاحب)

یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ متعصب مورخین کی راکھ کے ڈھیر میں بھی نور کے شرار سے پنہاں ہیں اور ان کے اپنے بھائیوں کی بدولت وہ صاف چمک رہے ہیں۔ ان کے خیالات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ باہمی تخالف سبھی مصنفوں کا ایک عام عیب ہے۔ سیل کی رائے میور کو میور کی پرنگر کو کاٹتی ہے۔ سمتھ سب پر جرح کرتا ہے حق یہ ہے کہ سچائی سے اس امر کا اعتراف ضروری ہے۔ جس قدر مغربی قوموں کے علماء کو اسلام حقیقی اسلام سے واقفیت ہوتی جاتی ہے ان کے اوہام پرور شکوک دور ہوتے جاتے ہیں۔ وے شارع اسلام کی واقعی خوبیوں کو اس کی معقولیت سے لبریز حکمت سے معمور ہدایت کی قدر و قیمت کو کسی قدر محسوس کرنے لگے ہیں۔

محمد صلعم اور آپ کے مذہب کے متعلق جو عجیب و مہیب خیالات مقدس مذہبی پیشواؤں کی بدولت یورپ میں عام طور پر شائع اور جہل و تعصب کے جنون میں پھیلائے گئے تھے اب خود ہی تردید کئے جا رہے ہیں۔ اور ارباب تحقیق کی نظر میں نہایت حقیر و ذلیل سمجھے جاتے ہیں قدیم سے جدید زمانہ تک تاریخ کا مطالعہ کرو۔ بتدریج صریح اور مبارک تغیر محسوس ہوگا۔ اگر تم سیل کا مقابلہ گبن سے میور کا پرنگر اور اسپورن سے اور ان کا کارلائل سے کرو۔ سمتھ۔ بیونارڈ۔ آرنلڈ جدید مصنفوں کو دیکھو تو تم عظیم الشان فرق کا احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس کو ہم تضاد کے سوا کسی اور لفظ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔

لیکن گذشتہ پادریوں اور جدید مصنفوں میں تو باہم کوئی نسبت ہی نہیں۔ دونوں نمونوں کا موازنہ کرو۔ جیرارڈ ایک متکلم مصنف لکھتا ہے "محمد ایک خونخوار وحشی جانور تھا"

اس کے برعکس باسورتھ سمتھ کہتا ہے۔ "محمد کا اس تمام فہرست سے صفاً علیٰحدہ جس کو دنیا کی رائے عامہ نے اکابر کا خطاب دیا ہے۔ من حیث المجموع" "دیکھو وہ کیا تھا۔ اس نے کیا کیا۔ اور انہوں نے کیا کیا۔ جن میں اس نے اپنے فیض صحبت سے روح پھونکی" "وہ مجھے تنہا سب سے اعلیٰ اور بالا نظر آتا ہے۔۔۔۔ اس کے بعد اسی کا درجہ ہے۔۔۔۔"

کیا ان دو میں کوئی نسبت ہے ؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر ذرا تفصیل سے بحث ہو۔

مضمون کی دلچسپی اور "تعرف الاشیاء باضدادہا" کے اصول کی خوبی مجبور کرتی ہے۔ کہ یورپ کے جہل و تعصب کے موقلم نے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام اور اہل اسلام کی جو تصویر کھینچی ہے۔ اس تاریک مرقع کا بھی ایک دھندلا سا نظارہ سامنے آئے تاکہ مغرب کے تعصب اور تحقیق کے یکجا دلچسپ مناظر میں حق کا انکشاف آسان ہو جائے۔

پیغمبر اسلام کے متعلق یورپ کا جہل و تعصب

"مذہب اسلام کے متعلق سب سے زیادہ غلط اوہام جو ہم لوگوں میں پھیل گئے ہیں۔ وہ خاص پیغمبر کی ذات کی نسبت ہیں"

اگر ناظرین کو وہ کہانیاں معلوم ہوں جو عہد وسطیٰ میں تمام یورپ میں مسلمانوں کی نسبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھیلی ہوئی تھیں۔ اور جن میں مسلمانوں کی نسبت عجیب و غریب افترا پردازیاں کی گئی تھیں۔ اور ان گیتوں سے اطلاع ہو جو عیسائیوں میں گائے جاتے تھے۔ تو معلوم ہوگا کس قدر جہالت تھی۔ یارہویں صدی عیسوی سے قبل کس قدر گیت ہم لوگوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ گویا سب ایک ہی دماغ کے نتیجے تھے۔ یہی گیت ہیں جن کی بدولت صلیبی لڑائیاں برپا ہوئیں۔ ان سب کا موضوع مسلمانوں سے سخت تنفر پیدا کرنا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے مذہب سے لوگ بالکل جاہل تھے۔ انہی گیتوں نے ان بیہودہ روایتوں کو دلوں میں راسخ کر دیا۔ اور انہی کی بدولت یہ غلط فہمیاں قائم ہوگئیں جن کا اثر آج بھی قائم ہے۔

یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ مسلمان مشرک اور بت پرست ہیں۔ اور وہ تین خدا کے قائل ہیں جن کے درجے مختلف ہیں۔ ایک کا نام ماہوم یا ماہومید ہے دوسرا اپلن تیسرا ترفاجان۔ ان کا خیال تھا کہ محمد نے اپنے دین میں اپنے آپ کو بھی خدا قرار دیا تھا۔ لطف یہ ہے کہ محمد نے اپنی صورت کا ایک زریں بت بنایا تھا۔

یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب عیسائیوں نے مسلمانوں پر فتح پائی اور ان کو سر قوسطہ کی دیوار تک ہٹا لے گئے۔ تو مسلمانوں نے جا کر اپنے تمام بت جن کو وہ پوجتے تھے۔ توڑ ڈالے۔

ایک اور بیان ہے کہ مسلمانوں کا خدا اپلین ایک غار میں تھا۔ مسلمانوں نے اسپر پتھر برسائے اور خوب دل کھولکر گالیاں دیں۔ پھر سولی پر چڑھایا۔ اور خوب پامال کیا۔ اور ڈنڈوں سے اس کے ریزے ریزے کر دئے۔

ماہومد کو جو دوسرا خدا تھا۔ ایک گڑھے میں پھینک دیا۔ یہاں تک کہ سور اور کتے اس کو نوچتے رہتے تھے۔ اس طرح کی اہانت کبھی کسی خدا کی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن مسلمانوں نے پھر توبہ کی اور خداؤں سے معافی چاہی اور ان کی مرمت و اصلاح کی۔

اسی بنا پر امیر رکاردوس جب سر قوسطہ میں داخل ہوا۔ تو اس نے حکم دیا کہ یہ سارے بت برباد کر دئے جائیں۔ ایک خاص ذمہ دار افسر شہر کے تمام گلی کوچوں میں پھرے اور مسجدوں اور جامع مسجدوں میں گھس کر آہنی گرزوں سے ماہومد اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔

ریشار نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ اور سرتا پا تہمت و افترا کے بعد خدا سے یہ دعا مانگی ہے۔ کہ ماہوم کی پرستش کرنے والے برباد ہو جائیں۔ پھر شہر فرانک کو ان ناصحانہ الفاظ میں مقدس جنگ کی ترغیب دلائی ہے۔

"اٹھو اور ماہومید و ترفاجان کو برباد کر دو۔ ان کو آگ میں ڈالدو۔ اور خدا کے آگے پیش قربانی پیش کر دو۔"

ان شعرا کا خیال تھا کہ ماہوم کا بت نہایت اعلیٰ درجہ کی کاریگری کے ساتھ قیمتی پتھروں اور جواہرات سے بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص رولاں کے اشعار پڑھے۔ تو عجب نہیں کہ قسم کھانے پر تیار ہو جائے۔ کہ شاعر چشم دید واقعات بیان کر رہا ہے۔

ان اشعار میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ بت خالص سونے چاندی کے تھے۔ اور اگر تم ان کو دیکھتے تو تم کو یقین آجاتا کہ ان سے بڑھکر خوبصورت شاندار لطیفۃ الصنعت پر رعب بت تو عقل میں نہیں آسکتا۔ ماہوم بالکل خالص چاندی اور سونے کا بنا ہوا تھا اور اس کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ وہ ایک ہاتھی پر دھرا ہوا تھا جس کا ہودج اعلیٰ سے اعلیٰ کاریگری کا بنا ہوا تھا وہ اندر سے خالی تھا۔ اس میں نہایت قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اور اس کا اندر کا حصہ چمک کی وجہ سے باہر سے نظر آتا تھا۔ یہ ایک ایسی کاریگری تھی جو بغایت بے نظیر تھی۔

چونکہ دیوتاؤں کا قاعدہ ہے کہ مشکل کے وقت دستگیری کی وحی بھیجتے ہیں۔ اس لئے جب مسلمانوں نے ایک معرکہ میں شکست کھائی تو ان کے سردار نے مکہ میں مدد مانگنے کے لئے اپنا قاصد بھیجا۔ اس وقت ان کا دیوتا ماہومد بڑی شان و شوکت سے دمامہ و نقارہ کے ساتھ آیا۔ جس کی گونج دور دور تک جاتی تھی۔ بعض بانسری بجاتے تھے۔ اور بعضوں کے ہاتھ میں چاندی کی جھانجھ تھی۔ اور یہ سب کے سب ماہومد کے گرد ناچتے اور بڑے زور سے گاتے آتے تھے۔ اس ساز و سامان سے فرودگاہ میں پہنچے جہاں خلیفۂ اسلام ان کا انتظار کر رہا تھا۔ جب خلیفہ نے ماہومد کو دیکھا۔ تو نہایت خضوع اور ادب کیساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور بندگی بجا لایا۔ اس مجوف بت کے اندر جادوگروں نے ایک عقرب کو بند کیا تھا وہ اچھلتا کودتا تھا۔ اور پھر اس نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر باتیں کیں۔

عیسائی شعرا اس فرضی بت سے نہایت عداوت رکھتے تھے۔ اور اس بت کو مسلمانوں کی علامت قرار دیتے تھے۔

چنانچہ لودوال لکھتا ہے۔

"جب یونتھیو نے سلطان صلاح الدین کے سامنے اسلام قبول کرنا چاہا تو کہا کہ اگر محمد صلعم کا بت میرے سامنے لایا جائے تو میں اس کی عبادت بجا لاؤں۔ چنانچہ جب وہ لایا گیا تو یونتھیو سجدہ میں گر پڑا۔"

ایک اور نظم سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دو خدا اور بھی ہیں۔ باراتون اور جوبین اتنا فرق ہے کہ وہ پہلے تین خدا بطور سردار کے ہیں۔ اس نظم میں بیان ہے کہ جب ایک عیسائی سردار نے مسلمانوں کی فوج کو جو مکہ سے چلی تھی شکست دی۔ تو مسلمان نہایت بدحواس ہوئے۔ وہ چیختے چلاتے شور مچاتے دوڑتے پھرتے تھے۔ اور نہایت زور سے پکارتے تھے کہ دہائی ترفان کی دہائی ماہوم کی

ایک اور نظم بشپ الگزنڈر ودیون کی ہے جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

"یہ امر طے شدہ ہے کہ..... کو فریب خیانت و دھوکہ دینا خوب آتا تھا"

ان بیہودہ روایتوں کا اثر دلوں میں اب بھی موجود ہے۔ اور اسی وجہ سے پیغمبرؐ اسلام اور قرآن کے متعلق آج بھی لوگوں کی نہایت مختلف رائیں ہیں۔ ان شعرا کا خاص مقصد صرف کینہ و بغض عداوت اور نفرت کی روح پھونکنا تھا۔ اس لئے ان کو ضرورت تھی کہ مسلمانوں اور ان کے پیغمبر اور ان کے مذہب کے ایسے اوصاف بیان کریں۔ جو ان لوگوں کے مذاق کے موافق ہوں۔ جن کے سامنے یہ اشعار پڑھے جاتے تھے۔

زمانہ مابعد کے متکلمین کی تصنیفات بھی خرافات اور سب و شتم سے مملو نظر آتی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کا تعصب اور زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

چنانچہ بیلنڈر نے محمدؐ قرآن و اسلام کو نہایت ہی مکروہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔

ریلان کہتا ہے۔ ارباب بحث کو اگر یہ مقصود ہو کہ کسی مذہب یا طریقہ پر ذلت و عار کا داغ لگائیں تو ان کو صرف یہ کہنا چاہیئے۔ کہ وہ مذہب محمدؐ کی طرف منسوب ہے

بشپ دون مارمینو انفانسو تیقالڈو نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں وہ ہدایت کرتا ہے کہ

"محمدؐ کی کتاب کو پڑھنا نہ چاہیئے۔ بلکہ انسان کا یہ فرض ہے کہ اس کے ساتھ استہزا کرے۔ اور آگ میں جلا دے۔ اس کو محفوظ رکھنا جانوروں کا کام ہے"

بعض کی رائے میں

"ایسے لغو خرافات کے پڑھنے میں انسان کو اپنا وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ جو ایک..... آدمی کے خیالات ہیں"

یہ رائیں تو قرآن اور حامل قرآن کے متعلق ہیں۔ باقی مسلمانوں کو ان تصنیفات میں ان الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ "پلید"۔ "نسست"۔ "گدھے" "خر صحرائی" قابل نفرت وہ لوگ جن کا یہ کام ہے کہ رات کو اپنا گھر عورتوں سے بھر لیتے ہیں۔ اور صبح کو طلاق دے دیتے ہیں"

ایک کتاب **بروشار نے امیر فلپ دی قالو** کی خدمت میں ۱۳۳۲ء میں پیش کی۔ اس میں اس نے بیان کیا ہے کہ صلیبی لڑائیاں کن اسباب سے ظہور میں آئیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"کون ہے جو یہ دیکھ کر آنسو نہ بہائیگا کہ جو زمین ہماری میراث تھی ان پر اس قوم نے قبضہ کر لیا ہے۔ جن کا نہ خدا ہے نہ مذہب نہ شریعت نہ اقرار نہ رحم۔ یہ لوگ دنی اور کمینہ ہیں۔ اور سچائی۔ صفائی نیکی اور عدل کے دشمن ہیں۔ خدا کے منکر ہیں۔ عیسائیوں پر جبر کرتے ہیں۔ نہایت کثرت سے شادیاں کرتے ہیں۔ لڑکوں سے بدکاریاں کرتے ہیں۔ بے زبان جانوروں پر ظلم کرتے ہیں فطرت انسانی کے مخالف ہیں۔ فضائل کے قاتل ہیں اخلاق کے مار ڈالنے والے۔ گناہوں اور برائیوں میں مستغرق ہیں۔ "شیطان کے دوست ہیں"۔ کمینہ باتوں کے حامی۔ کینہ ور ہیں پست خیال ہیں۔ ان کے افعال متبذل زندگی پست۔ باتیں فحش۔ معاشرت حقیر و حیوانی ان کے ارادے اور حوصلے جب بالکل ہوتے ہیں۔ تو رذیل ہی خواہشوں کی طرف یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہم لوگوں کو ان مقامات سے نکالدیا۔ اور چھوٹی سی جگہ میں بھی جہاں ہم رہتے ہیں۔ ہم کو ستاتے ہیں۔ ہمارے ساتھ اور ہمارے مذہب کے ساتھ مسخراپن کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے خدا کے گھر کو برباد کردیا۔ اور اس پاک شہر پر قابض ہوگئے۔ جو ہماری شریعت کا فرودگاہ ہے۔ اور ان پاک مقامات کو نجس کردیا"

اس قسم کے بیہودہ خیالات ایک مدت تک عیسائیوں میں پھیلے رہے۔ پیشوایان مذہب پوری قوت اور زور کے ساتھ انکی خیالات کی اشاعت پر تمام تر اپنی ہمت صرف کرتے تھے۔ ان کا مقصد جیسا کہ خود ان کا بیان ہے۔

"عیسائی مذہب کی خدمت گذاری ہے۔

یہ لوگ اپنے متبذل دلائل کی تائید میں جو ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ وہ محض دشنام دہی اور سخت کلامی تھی۔ اس کے ساتھ روایت اور نقل میں جس قدر تحریف ہو سکتی تھی کرتے تھے۔ پادری اور بشپ انہی خیالات کو وسعت اور قوت دیتے تھے۔ اور جمہور کے لوح قلب پر کالنقش فی الحجر ذہن نشین کرتے تھے"

یہ ایک صحیح بیان ہے۔ اور اس بیان کی روشنی میں ایک روسی مسلمان کی دلستان تحقیق بھی غالباً دلچسپی سے پڑھی جائیگی۔

"اسلام سے تعصب و تنفر صدیوں سے یورپ کے دل و دماغ میں جاگزیں۔ بلکہ رگ و ریشہ میں پیوست ہو رہا ہے۔ درمیانی صدیوں کی بالخصوص وہ تصانیف دیکھنے کے قابل ہیں۔ جو صلیبی جنگوں کے زمانہ میں تصنیف کی گئی ہیں"

فازان کی مسیحی مشنری سوسائٹی کی ایک کتاب سے واضح ہوتا ہے کہ یورپ کے شعرا اور گویّے اپنے معابد مجالس اور جنگلوں میں اسلام کے خلاف جو بیہودہ اشعار پڑھتے تھے ان کو سن کر آدمی کے جذبات میں غیر معمولی ہیجان پیدا ہوتا تھا۔ یعنی یہ لوگ آدمیوں کے ایک چرواہے کا نام "جھوٹا عربی نبی" کہہ کر آنحضرت صلعم کا مضحکہ اڑاتے تھے۔

ازمنہ وسطی نے اسلام پر افترا باندھنے میں یہاں تک غلو کیا کہ ان کی افترا پردازیوں کا تصور بھی دشوار ہے۔ جہالت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کی دو سینگوں والے شیطان کی تصویر بنا رکھی تھی۔ جس کو وہ "ضد المسیح" کے نام سے پکارتے تھے۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ محمدؐ مفسد اور دین سے منحرف کرنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے آپؐ کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے۔ جہاں آپکو آرام نہ ملے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۱۰۰

میں عبدالرؤف ولد غلام محمد صاحب مرحوم قوم اعوان ساکن بھیرہ حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر جائداد ہوگی اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

۳۔ میری موجودہ جائداد ایک چھوٹے سے مکان کے اور کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ یہ مکان یتیم برادر زادوں کے قبضہ میں ہے۔ جو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس وقت میری موجودہ جائداد صرف تنخواہ ہے۔ جو کہ مبلغ للعہ روپیہ ماہوار ہے۔ اس لئے میری تنخواہ میں سے دسواں حصہ تادم زیست وضع ہوتا رہے۔ اور کم وبیش پر بھی دسواں حصہ گھٹتا بڑھتا رہیگا۔ والسلام

الراقم عبدالرؤف ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

گواہ شد گواہ شد

محمد شفیع ۸/۲۳ ۱۹ محمد فضل الٰہی بھیرہ

وصیت نمبر ۲۱۰۱

میں عبدالرحیم ولد سید امین قوم پٹھان ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے وقت مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ ۱/۱۰ سے وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری اسوقت موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

برلب ڈھاب ایک مکان خام ۱۲ مرلہ زمین میں جسکا حدود اربعہ یہ ہے۔ شمال میں قطعہ زمین ولیداد صاحب پٹھان۔ جنوب قطعہ زمین عبدالصمد پٹھان۔ شرقاً زمین سفید ملکیت مرزا گل محمد صاحب غرباً ڈھاب۔ اس وقت موجودہ جائداد اندازاً ایک سو روپیہ کی ہوگی۔ والسلام عبدالرحیم پٹھان ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء

گواہ شد گواہ شد

عبدالاحد کابلی غلام رسول افغان

وصیت نمبر ۲۱۰۶

میں منشی غلام حسین ولد میاں سلطان احمد قوم ردن ساکن ہکریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

۳۔ میری جائداد موجودہ اس وقت کوئی نہیں۔ البتہ میں عہ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں بدیں وجہ ماہواری آمد کی وصیت کرکے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کرتا رہوں گا۔ اگر اس میری آمدنی سے جس کا میں دسواں حصہ وصیت ادا کرچکا ہوں کوئی جائداد پیدا یا ثابت ہوجائے۔ تو ایسی جائداد پر صدر انجمن کو قبضہ کرنے کا حق نہ ہوگا

۵ مئی ۱۹۲۳ء گواہ شد مبارک علی شاہ احمدی بقلم خود

العبد منشی غلام حسین بقلم خود

گواہ شد عنایت احمد ہیڈ ماسٹر بقلم خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۱۰۷

میں محمد بی بی زوجہ میاں محمد الدین صاحب زرگر قوم قریشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بلاد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

۳۔ اس وقت میری جائداد صرف مبلغ ۱۰۰ دوسو روپیہ مہر کا ہے۔ اور میرا کوئی زیور ایک روپیہ کا بھی نہیں۔ اور نہ ہی اور کوئی جائداد ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ اپنی زندگی میں داخل کرجاؤں۔ اگر خدانخواستہ میں ایسا نہ کرسکوں تو میرے ورثاء خصوصاً میرے خاوند پر یہ فرض ہوگا کہ میرا حصہ جائداد کا انجمن کے حوالہ کردے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۳ء

گواہ شد العبد

عبدالکریم مولوی فاضل قادیان محمد بی بی

گواہ شد

محمد الدین زرگر شوہر زوجہ

وصیت نمبر ۲۱۰۸

میں عبدالرحمٰن ولد میاں محمد حیات محصل صدر انجمن احمدیہ قادیان قوم رتھڑ ساکن جہلم مہاجر قادیان

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

الف۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ب۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

ج۔ میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی بھی نہیں۔ البتہ میں معہ ۹۰ روپیہ ماہوار تنخواہ کا رسالہ ۲/۱۳ سنٹرل انڈیا ہارس میں ملازم ہوں۔ سو میں اپنی آمدنی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر میں کوئی ایسی جائداد جو میری ایسی آمدنی سے جسکا دسواں حصہ میں ماہ بماہ داخل کرتا رہوں پیدا کروں تو اسپر انجمن کا کوئی دخل نہ ہوگا۔ والسلام

گواہ شد — العبد

میر سلیم اللہ احمدی، مدرسہ احمدیہ سکول جہلم بقلم خود — عبدالرحمن ولد میاں محمد حیات صاحب جہلمی

گواہ شد — گواہ شد

محمد حیات والد وصی — معصومہ بیگم زوجہ وصی

۲۳/۱۲

وصیت نمبر ۲۱۰۹

میں مسماۃ اصغری بیگم زوجہ ڈاکٹر رشید احمد قوم سید ساکن ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ حال مقیم قادیان اپنی جائداد متروکہ کے متعلق بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

الف۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ب۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

ج۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۵۰۰ روپیہ زیور ۳۰۰ روپیہ نقد مالیتی ۷۰۰ روپیہ میں اس جائداد میں سے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میں زندگی میں اپنے حصہ وصیت کو ادا نہ کروں تو اس جائداد میں سے یا اور منقولہ جائداد میں سے جو میرے مرنے پر میری ملکیت میں ثابت ہو ۱/۳ حصہ میرے ورثا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حسب ہدایات حضرت مسیح موعود علیہ السلام خرچ کرنے کے لئے دیدیں۔

گواہ شد — العبد

(ڈاکٹر) سید رشید احمد سب اسسٹنٹ سرجن ای۔ ایم۔ ڈی بقلم خود — موصیہ اصغری بیگم بقلم خود

گواہ شد

(ڈاکٹر) انوار احمد احمدی سب اسسٹنٹ سرجن بقلم خود

۸ نومبر ۱۹۲۳ء

وصیت نمبر ۲۱۱۱

میں امۃ الحق بنت حافظ روشن علی صاحب قوم جالب راجپوت سکنہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

الف۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ب۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔

ج۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ طلائی زیور پونے چار تولہ نقرئی ۲۵ تولہ

گواہ شد — العبد

عبدالرحمن ولد محمد شادی خان بقلم خود — امۃ الحق موصیہ بقلم خود

گواہ شد

خاکسار حشمت اللہ افسر نور ہسپتال

۲۳/۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۱۱۳

میں مسماۃ فاطمہ بی بی بنت مولوی سعد اللہ مرحوم قوم راجپوت سکنہ قادیان محلہ دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

ا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

ب۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔

ج۔ میری موجودہ جائداد اس وقت ۱۰۰ روپیہ کی ہے۔ جو میرے حق مہر سے از قسم زیور ہے۔ اور یہی میرا حق مہر ہے۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ مذکورۃ الصدر حصہ زیور کا میں ابھی وصیت میں ادا کرتی ہوئی وصیت کرتی ہوں۔

گواہ شد — العبد

قاضی محمد صالح عفی عنہ سکنہ قادیان شوہر موصیہ — فاطمہ بقلم خود ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء

گواہ شد

محمد یامین تاجر کتب قادیان ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۱۱۲

میں عایشہ بنت امام الدین کشمیری سکنہ سیکھوان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

ا۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر ۱۰۰ زیور و برتن وغیرہ ۳۰ جو میرے والدین نے دئے کل میزان ۱۳۰

گواہ شد امام دین والد موصیہ و سکرٹری انجمن احمدیہ

العبد گواہ شد

عایشہ بقلم خود محمد اسمعیل بقلم خود احمدی

گواہ شد ولی محمد میر شوہر موصیہ ۱۲ ۲۴

وصیت نمبر ۲۱۱۰

میں مریم زوجہ مرزا محمود احمد قوم سید سکنہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد ایک ہزار روپیہ مہر ہے۔ اور ۱۰۰۰ کا زیور ہے۔ اور ایک ہزار روپیہ نقد ہے۔ جو میں نے ایک کام پر لگایا ہوا ہے۔ اس جائداد میں سے ⅓ حصہ کی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی حصہ وصیت کو ادا نہ کر دوں تو اس جائداد میں سے یا اور منقولہ جائداد میں سے جو میرے مرنے پر میری ملکیت میں ثابت ہو چھٹا حصہ میرے ورثا صدر انجمن احمدیہ کو حسب ہدایات حضرت مسیح موعودؑ خرچ کرنے کیلئے دیدیں اور اسکے علاوہ یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد غیر منقولہ اگر میرے مرنے پر کوئی ثابت ہو تو اسکے ⅒ حصہ کی قیمت یا ⅒ حصہ جائداد کا صدر انجمن احمدیہ کو مذکورہ بالا اغراض کیلئے دیا جاوے۔

گواہ شد (حضرت) مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی) موصیہ مریم

گواہ شد سید عبد الستار شاہ بقلم خود ۱۰ ۲۴

موتیوں کا سرمہ

حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا اپنے و بیگانے سب مانتے ہیں۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ ہے جسمیں موتی عمبر وغیرہ قیمتی اشیاء پڑی ہیں ہمارے کارخانہ نے بڑی محنت و شوق و اہتمام سے تیار کرایا ہے۔ ضعف بصر ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھندہ۔ پڑبال ابتدائی موتیابند غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی تولہ ۱۲ علاوہ محصولڈاک جو سال بھر کیلئے کافی ہے۔ مزید اطمینان کیلئے ایک سابق ڈپٹی کمشنر کی شہادت ملاحظہ کیجئے۔ جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے لکھتے ہیں کہ ایک آنکھ کے مریض جنکی بصارت بہت دن بدن کمی اور دھندہ پڑتی جاتی تھی کو آپ کا سرمہ دیا چند روز استعمال کے بعد اس نے مجھے شکریہ کیساتھ کہا کہ اس سرمہ کے استعمال سے میری آنکھوں کی نور بصارت ترقی پر ہے۔ دھندہ جاتی رہی ہے۔ آنکھوں میں ٹھنڈک اور نظر میں تیزی ہے۔ میں بغرض افادہ عام یہ نوٹ اشاعت اخبار کیلئے خدمت میں بھیجتا ہوں تا اور لوگ بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔ ملنے کا پتہ منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نایاب کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت:- یہ وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جو دفتر نور سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس کی اسوقت سخت ضرورت تھی۔ یہ کتاب کیا ہے گویا جملہ آرین کتب کا بہترین خلاصہ ہے۔ اس کے قبل آریہ سماج کے متعلق شاید ہی کوئی ایسی نادر اور جامع کتاب شائع ہوئی ہو یہ کتاب مختلف ۱۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ اور ہر ایک باب دشمن کے لئے ایسا بے نظیر طمانچہ ہے جس میں بیشمار ایسی گولیاں بھری ہوئی ہیں کہ جن کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا اور اس زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا اشد ضروری ہے۔ قیمت عہ مجلد ۱۲

پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب:- پروفیسر رام دیو صاحب گورنر گورو کل کانگڑی نے آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر اپنے خیال میں اسلام پر چھ اعتراض نہایت زبردست کئے تھے۔ اس کتاب میں ان سوالوں کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اسکو پڑھکر اور تو اور پروفیسر صاحب موصوف بھی ششدر رہ گئے۔ یہ جواب کیا ہے گویا آریہ سماج کے لٹریچر کا بہترین خلاصہ ہے۔ قیمت ۸ر

ہندو دھرم اور سوراج اس مختصر ٹریکٹ میں ویدوں اور سمرتیوں کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اول تو ہندو مذہب کے پیرو سوراج کا مطالبہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور اگر خدانخواستہ انہیں سوراج مل بھی جائے تو یہ ایک دن بھی سوراج کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ قیمت ۱ر

قصہ گائے پر تنقیدی نظر:- اس ٹریکٹ میں وید و دیگر شاستروں اور مشاہیر ہندو مذہب کے اقوال کا خلاصہ نکالکر رکھ دیا گیا ہے۔ کہ ہندو کتب میں حرمت گائے کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ یہ ٹریکٹ کیا ہے۔ گویا ہزاروں اوراق کی دیدہ ریزی کا نتیجہ ہے۔ قیمت ۲ر

باوا نانک کا مذہب:- یہ نادر و نایاب ایڈیٹر نور کی تصنیف ہے۔ دریا کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ اس کے قبل سکھ مذہب کے متعلق کوئی ایسی نادر اور جامع کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے بچھڑے ہوئے نانک پنتھیوں اور سکھوں کے تمام گلے دور کر کے گلے ملانے والی ہے۔ اس کتاب پر ہندوستان کے ۲۵ اخبارات نے زبردست ریویو کئے ہیں چھپائی لکھائی نہایت اعلیٰ قیمت ۱۲ مجلد ۱۲

ست اوپدیش:- سکھ مذہب کے متعلق یہ ایڈیٹر نور کی تازہ تصنیف ہے جسمیں ایڈیٹر لائل گزٹ کی کتاب تکذیب کا دنداں شکن جواب ہے۔ قیمت عہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر:- اس کتاب میں معتبر تاریخی حوالہ جات کی بنا پر اس امر کو بخوبی ظاہر و ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان ہر آڑے وقت میں سکھ اور سکھ گوروؤں کے کام آتے رہے۔ سکھ گوروؤں کی خاطر اپنے آپ کو جوکھم میں ڈالا اور ان کی جان بچائی۔ اگر آپ مسلمانوں اور سکھوں کے بہترین تعلقات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ قیمت صرف ۳ر

پتہ:- منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور